کتاب کا پیش لفظ محمد یوسف گورایا صاحب ڈائریکٹر علامہ اکیڈمی لاہور نے لکھا ہے۔ اس کتاب میں نو باب ہیں۔ جن میں تصوف اس کی تعریف اور اصل پر بحث کے بعد صوفیوں کے سلسلوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ پھر حضرت سخی سرورؒ کا سلسلہ طریقت، ان کی سوانح حیات، شجرۂ نسب تعلیمات، ان کے مرید اور خلفاء اور عوام پر ان کے اثر کے بارے میں بحث کی گئی ہے۔ آخری تین بابوں میں ان سے متعلق عرس اور میلوں، ان کی زیارت گاہ اور خانقاہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ کتاب کے آخر میں اس کے مآخذ کے تحت ۱۰۵ اردو، فارسی اور عربی اور ۲۲ انگریزی کتابوں ۱۸، اردو رسائل، اخبارات اور مکتوبات اور چار انگریزی اخبارات و رسائل کی فہرست دی گئی ہے۔ اس طویل فہرست سے پتہ چلتا ہے کہ مصنف نے اس کتاب کو بڑی وقت اور کاوش سے لکھا ہے۔

اس کتاب کی اہم خصوصیات یہ ہیں :-

۱۔ اس میں پہلی بار حضرت سخی سرور کی سوانح عمری اور تعلیمات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

۲۔ فاضل مولف نے دلائل سے مستشرقین کے اس نظریہ کی تردید کی ہے کہ اسلامی تصوف کے عناصر ترکیبی اصل میں مسیحیت، افلاطونیت، بدھ مذہب ہندو اسلامی فلسفہ اور رہانیت سے عبارت ہیں اور یہ ثابت کیا ہے کہ اسلامی تصوف کی اصل خود اسلام ہے۔

۳۔ اس کتاب میں تصوف کے مختلف ادوار اور اس کے چودہ سلسلوں کی فہرست دی گئی ہے خاص طور سے ان چار سلسلوں کا تفصیلاً ذکر کیا ہے جو اس برصغیر میں پائے جاتے ہیں۔ حضرت سخی سرور کے متعلق یہ بات خاص طور پر لکھی ہے کہ ان کا تعلق سہروردیہ چشتیہ اور قادریہ تینوں سلسلوں سے تھا ان تینوں سلسلوں کا خرقہ انہوں نے ان کے بانیوں سے بغداد میں قیام کے دوران حاصل کیا تھا۔

حضرت سخی سرورؒ کا تعلق پاکستان میں متعدد شہروں سے رہا ہے۔ خصوصاً ملتان، ڈیرہ غازی خان، دھونکل گوجرانوالہ، ایبٹ آباد اور پشاور میں انھوں نے کافی دن گذارے ہیں۔ اس برصغیر کے اکثر شہروں اور خصوصاً پنجاب کے اکثر شہروں اور گاؤں میں ان کی یاد میں عرس اور میلے ہوتے ہیں اور ان کی زیارت گاہیں بنی ہوئی ہیں۔ لیکن پاکستان میں دھونکل، پشاور، لاہور اور ڈیرہ غازی خان میں ہر سال بڑے پیمانہ پر ان کے عرس اور میلے ہوتے ہیں، جن سے بڑی دھوم دھام اور رونق ہوتی ہے مجموعی طور پر یہ کتاب حشو و زوائد اور غیر متعلق تفصیلات سے پاک ہے اور اس میں حضرت سخی سرور پر مفید معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں۔

احوال و آثار شیخ بہاؤالدین زکریاؒ ملتانی

اس سلسلہ کی یہ کتاب فارسی میں ہے۔ اس کی مصنفہ ڈاکٹر شمیم محمود زیدی ہیں جو آج کل تہران میں

آر سی ڈی سے منسلک ہیں ۔ یہ کتاب موصوفہ نے تہران یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کے تحقیقی مقالہ کے طور پر لکھی تھی ۔ اس کو مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان راول پنڈی نے اگرچہ ۱۹۷۳ء میں شائع کیا تھا لیکن آج تک اس پر باقاعدہ تبصرہ نہیں کیا گیا۔ اس میں بڑے سائز کے دو سو صفحات ہیں۔ قیمت ۳۲ روپے اور طباعت ٹائپ میں ہوئی ہے ۔

اس کتاب میں پانچ باب اور ایک مقدمہ ہے ۔ مقدمہ میں شیخ زکریا کے وطن ملتان کے سیاسی معاشرتی علمی ادبی اور مذہبی حالات کا جائزہ لیا گیا ہے ۔ ضمناً سلسلہ سہروردیہ پر بھی جس سے شیخ کا تعلق تھا بحث کی گئی ہے ۔

پہلا باب دو فصلوں پر مشتمل ہے ۔ فصل الاوّل میں شیخ زکریاؒ کے اور دوسرے میں ان کی اولاد کے حالات ہیں ۔ دوسرے باب میں بھی دو فصلیں ہیں ۔ پہلی فصل میں شیخ زکریاؒ کے مرشد شیخ شہاب الدین سہروردی اور دوسری فصل میں شیخ کے مریدوں کا حال ہے ۔ تیسرے باب میں شیخ کے معاصروں پر ان کے اثرات اور ان کے ساتھ تعلقات پر روشنی ڈالی گئی ہے ۔ چوتھا باب شیخ کے ادبی اور عرفانی آثار سے متعلق ہے ۔ اس میں ان کے ایک رسالہ فارسی کا متن بھی دیا گیا ہے جو منحصر بفرد ہے ۔ یہاں کتاب کا پہلا حصہ ختم ہو جاتا ہے ۔

پانچواں باب اصل میں کتاب کا دوسرا حصہ ہے ۔ اس میں شیخ کی فارسی کتاب " خلاصۃ العارفین " کا تصحیح شدہ متن مع حواشی کے دیا گیا ہے ۔ اس میں تین فصلیں ہیں ۔ پہلی میں اس کتاب کی ادبی اہمیت پر بحث کی گئی ہے ۔ دوسری میں کتاب کا متن سات نسخوں سے مقابلہ کر کے دیا گیا ہے ۔ تیسری فصل میں کتاب پر تعلیقات (NOTES) ہیں ۔ کتاب کے آخر میں قارئین کی آسانی کے لیے آیات احادیث اشخاص اور مقامات کے نام نادر الفاظ، اقوال مشائخ اور امثال و اشعار کی الگ الگ فہرستیں دی گئی ہیں ۔

اسی طرح کتاب کے آخر میں اس کے مآخذ کی فہرست دی ہے جس میں ۱۰۳ فارسی عربی اور اردو کی ۳۲ انگریزی کی کتابوں ، ۷ کتاب خانوں اور ۱۲ خطی نسخوں کی فہرستوں اور ۸ اردو اور فارسی رسالوں اور اخبارات کے نام دیئے گئے ہیں ۔

یہ کتاب آسان اور رواں زبان میں لکھی گئی ہے اس کی زبان جدید فارسی ہے مجموعی طور پر یہ کتاب شیخ زکریا ملتانی پر مفید معلومات کا ایک بیش بہا خزانہ ہے ۔